International Journal of Indian Languages and Literature
A Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN : 3108-2254 IMPACT FACTOR : 4.25
Vol. 1, Issue 4 www.ijill.in July - Sept 2026

شاہی نوبت: مغلیہ ہندوستان میں اقتدار کی صوتی علامت اور فارسی و اردو ادب میں اس کی بازگشت

ڈاکٹر سراج انور امجد خان
اسسٹنٹ پروفیسر
شعبۂ اردو، گورنمنٹ ودربھ انسٹی ٹیوٹ آف سائنس اینڈ ہیومینیٹیز
امراوتی، مہاراشٹرا، ہندوستان

خلاصہ: مغلیہ عہد کی تہذیبی اور سیاسی تاریخ کے مطالعے میں دربار، تخت، تاج، شاہی لباس، معماری، جلوس اور درباری رسومات کو اقتدار کی نمایاں علامتوں کے طور پر دیکھا جاتا ہے، لیکن شاہی اقتدار کی ایک اہم علامت ایسی بھی تھی جس کا تعلق بصارت سے زیادہ سماعت سے تھا۔ یہ علامت نوبت تھی۔ نوبت محض نقارے یا دوسرے سازوں کی آواز کا نام نہیں بلکہ شاہی موجودگی، درباری نظم، سماجی مرتبے اور اقتدار کے اعلان سے وابستہ ایک تہذیبی روایت تھی۔

اس مقالے میں مغلیہ ہندوستان کے تناظر میں نوبت کے تاریخی، تہذیبی اور ادبی مفاہیم کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ بنیادی توجہ اس امر پر ہے کہ نوبت کس طرح شاہی اقتدار کو ایک قابلِ سماعت علامت میں تبدیل کرتی تھی اور دربار کی موجودگی، وقت اور سماجی مراتب کو صوتی سطح پر ظاہر کرتی تھی۔ ابوالفضل کی آئینِ اکبری میں اکبر کے دربار کے موقع پر بڑے نقارے کے بجنے اور اس کی آواز کے ذریعے مختلف طبقات کو دربار کی اطلاع ملنے کا بیان اس سلسلے میں بنیادی تاریخی شہادت فراہم کرتا ہے۔

مقالے کے دوسرے حصے میں فارسی شعری روایت میں لفظ نوبت کے معنوی پھیلاؤ کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مولانا روم کے ہاں نوبت روحانی وصال اور بقا کے مفہوم سے مربوط ہوتی ہے، جبکہ سیف فرغانی کے یہاں یہی لفظ اقتدار کی عارضی باری اور گردشِ زمانہ کا استعارہ بن جاتا ہے۔ اس طرح تاریخی نوبت، درباری نوبت اور ادبی نوبت کے درمیان ایک معنوی رشتہ قائم ہوتا ہے۔

مقالے کا بنیادی مقدمہ یہ ہے کہ مغلیہ ہندوستان میں نوبت کو صرف موسیقی یا درباری رسم کے طور پر دیکھنا اس کی مکمل معنویت کو محدود کر دیتا ہے۔ نوبت دراصل آواز، اقتدار، وقت اور اجتماعی حافظے کے باہمی تعلق کو سمجھنے کے لیے ایک اہم تہذیبی مظہر ہے۔ فارسی و اردو ادبی روایت میں اس کا سفر اس بات کی مثال ہے کہ ایک تاریخی درباری اصطلاح کس طرح اپنے مادی سیاق سے آگے بڑھ کر باری، اقتدار، عروج، زوال اور انسانی تاریخ کی ناپائیداری کے معنی پیدا کرتی ہے۔

کلیدی الفاظ: نوبت، نوبت خانہ، نقارہ خانہ، مغلیہ عہد، شاہی اقتدار، دربار، موسیقی، فارسی ادب، اردو ادب، صوتی علامت، تہذیبی حافظہ

International Journal of Indian Languages and Literature
A Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN : 3108-2254 IMPACT FACTOR : 4.25
Vol. 1, Issue 4 www.ijill.in July - Sept 2026

تمہید:

تاریخ کو عام طور پر تحریری دستاویزات، عمارتوں، سکوں، مصوری، مجسموں اور دیگر بصری شواہد کے ذریعے پڑھا جاتا ہے۔ سلطنتوں کے مطالعے میں بھی تخت، تاج، محل، قلعہ، شاہی لباس اور درباری رسوم ایسی علامتیں ہیں جن کے ذریعے اقتدار کی ساخت اور اس کے اظہار کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن اقتدار کی تاریخ صرف ان چیزوں سے مکمل نہیں ہوتی جنہیں دیکھا جا سکتا ہے۔ بعض اوقات اقتدار اپنی موجودگی کا اعلان آواز کے ذریعے بھی کرتا ہے۔ مغلیہ ہندوستان میں نوبت اسی صوتی مظہر کی ایک اہم مثال ہے۔

نوبت کی آواز کسی ایک شخص کی ذاتی آواز نہیں تھی۔ یہ ایک منظم درباری نظام سے وابستہ آواز تھی۔ اس کا تعلق مخصوص مقامات، مخصوص اوقات اور مخصوص شاہی مواقع سے تھا۔ چنانچہ جب نوبت بجتی تھی تو اس آواز کے پیچھے صرف موسیقی نہیں بلکہ ایک پورا درباری نظم موجود ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ نوبت کے تاریخی مطالعے کو محض موسیقی کی تاریخ تک محدود کرنا مناسب نہیں۔

ابوالفضل نے آئینِ اکبری میں اکبر کے دربار کی جو تصویر پیش کی ہے، اس میں نوبت کی یہ حیثیت نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ جب بادشاہ دربار منعقد کرتا تو ایک بڑا نقارہ بجایا جاتا، اس کے ساتھ حمد و ثنا کی آواز شامل ہوتی اور اس طرح مختلف طبقات کے لوگوں کو دربار کی اطلاع ہوتی۔ اس کے بعد شاہی خاندان کے افراد، امراء اور دیگر اہلِ دربار اپنے مقررہ مقامات پر حاضر ہوتے۔

اس مختصر سی تاریخی شہادت میں نوبت کے کئی پہلو پوشیدہ ہیں۔ اول یہ کہ نوبت اطلاع رسانی کا ذریعہ تھی؛ دوم یہ کہ اس اطلاع کا تعلق براہِ راست بادشاہ کے دربار سے تھا؛ سوم یہ کہ اس آواز کے بعد افراد اپنی اپنی سماجی حیثیت کے مطابق دربار میں حاضر ہوتے تھے۔ اس طرح نوبت ایک ایسی صوتی علامت بن جاتی ہے جو شاہی مرکز اور اس سے وابستہ سماجی نظم کو ظاہر کرتی ہے۔

مغلیہ معماری میں بھی نوبت خانہ یا نقارہ خانہ شاہی دروازوں اور دربار کے راستوں سے وابستہ دکھائی دیتا ہے۔ آگرہ کے مغلیہ شہری نظام کے ایک مطالعاتی جائزے میں نوبت خانہ کو نقارہ خانہ قرار دیتے ہوئے اس بات کی نشان دہی کی گئی ہے کہ یہاں بجنے والے ڈھول شاہی دربار میں اکبر کی آمد کی اطلاع دیتے تھے۔ دہلی کے لال قلعے کے نوبت خانے کے سلسلے میں ہندوستانی قومی ثقافتی ورثہ سے متعلق دستاویز بھی بتاتی ہے کہ نوبت یا نقارہ خانہ شاہی محل کے داخلی حصے میں واقع تھا اور مخصوص اوقات میں نقارے بجائے جاتے تھے۔

یہ شواہد اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ نوبت کو مغلیہ اقتدار کے ایک صوتی اظہار کے طور پر پڑھا جا سکتا ہے۔ تاہم یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ "صوتی علامت" ایک تنقیدی تعبیر ہے؛ تاریخی ماخذ میں نوبت کے بنیادی عملی وظائف اطلاع رسانی، درباری رسم اور شاہی موجودگی سے متعلق ہیں۔ ان عملی وظائف سے صوتی علامت کا تصور اخذ کیا جا سکتا ہے، مگر اسے تاریخی ماخذ کا لفظی دعویٰ قرار نہیں دینا چاہیے۔

International Journal of Indian Languages and Literature
A Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN : 3108-2254 IMPACT FACTOR : 4.25
Vol. 1, Issue 4 www.ijill.in July - Sept 2026

نوبت کی معنویت صرف دربار تک محدود نہیں رہی۔ فارسی شاعری میں "نوبت" کا لفظ اپنے بنیادی مفہوم یعنی "باری" کے ساتھ نئے معنوی امکانات پیدا کرتا ہے۔ مولانا روم کے ہاں یہ روحانی وصال اور بقا کے مرحلے سے وابستہ ہے، جبکہ سیف فرغانی کے ہاں یہ اقتدار کی ناپائیداری اور وقت کی گردش کا استعارہ بن جاتی ہے۔ یوں ایک ہی لفظ تاریخی دربار سے نکل کر ادبی اور فکری دنیا میں داخل ہوتا ہے۔

یہی وہ مقام ہے جہاں نوبت کا مطالعہ محض موسیقی یا درباری تاریخ کا موضوع نہیں رہتا بلکہ زبان، ادب، اقتدار اور تہذیبی حافظے کے باہمی رشتے کا مطالعہ بن جاتا ہے۔

مسئلۂ تحقیق:

نوبت کا ذکر ہندوستانی اسلامی درباروں، مغلیہ تاریخ اور درباری موسیقی کے سلسلے میں مختلف ماخذ میں ملتا ہے، لیکن اس کے مطالعے میں عموماً اس کے موسیقیاتی یا معماری پہلو کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ نوبت کو اقتدار کے صوتی اظہار اور فارسی و اردو ادب میں اس کے معنوی سفر کے ساتھ مربوط کرکے دیکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ مغلیہ ہندوستان میں نوبت نے شاہی اقتدار اور درباری نظم کو کس طرح صوتی صورت عطا کی، اور فارسی و اردو ادبی روایت میں اس تاریخی مفہوم نے باری، اقتدار، عروج و زوال اور تہذیبی حافظے کے نئے معنی کیسے پیدا کیے؟

نوبت: لفظ، روایت اور تاریخی مفہوم:

"نوبت" عربی الاصل لفظ ہے اور بنیادی طور پر باری، مرتبہ یا کسی کام کے آنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ہندوستانی درباری روایت میں اس کا تعلق نقارے اور مخصوص سازینہ ترتیب سے قائم ہوا۔ وقت کے ساتھ نوبت شاہی درباروں کے رسمی اور علامتی نظام کا حصہ بن گئی۔

یہاں نوبت، نوبت خانہ اور نقارہ خانہ کے درمیان فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ نوبت ایک صوتی یا موسیقیاتی روایت ہے؛ نوبت خانہ اس روایت کے اظہار کے لیے مخصوص عمارت یا مقام؛ جب کہ نقارہ خانہ عموماً اس جگہ کے لیے استعمال ہوتا ہے جہاں نقارے بجائے جاتے تھے۔

اس اصطلاحی فرق کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ نوبت کے مطالعے میں اکثر عمارت اور موسیقی کو ایک ہی چیز سمجھ لیا جاتا ہے۔ دراصل ایک طرف نوبت کا صوتی عمل ہے اور دوسری طرف وہ معماری مقام ہے جہاں اس صوتی عمل کو انجام دیا جاتا تھا۔

مغلیہ دربار میں نوبت:

مغلیہ دربار کے بارے میں ابوالفضل کی فراہم کردہ شہادت نوبت کی تاریخی حیثیت سمجھنے کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ آئینِ اکبری کے مطابق بادشاہ کے دربار کے موقع پر بڑا نقارہ بجایا جاتا تھا اور اس آواز سے مختلف

International Journal of Indian Languages and Literature
A Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN : 3108-2254 IMPACT FACTOR : 4.25
Vol. 1, Issue 4 www.ijill.in July - Sept 2026

طبقات کو دربار کی اطلاع ہوتی تھی۔ اس کے بعد شاہی خاندان، امراء اور دوسرے اہلِ دربار اپنی مقررہ جگہوں پر حاضر ہوتے تھے۔

اس بیان سے نوبت کا ایک بنیادی کام سامنے آتا ہے: دربار کی اطلاع دینا۔

لیکن اطلاع کا یہ عمل محض انتظامی نوعیت کا نہیں تھا۔ جس موقع پر نقارہ بجایا جاتا تھا وہ خود شاہی مرکز کی سرگرمی سے وابستہ تھا۔ چنانچہ آواز کے ذریعے دربار کی موجودگی کا اعلان بھی ہوتا تھا۔

اس طرح نوبت کو ایک ایسی صوتی علامت سمجھا جا سکتا ہے جو بادشاہ کی جسمانی موجودگی کو اس کے براہِ راست مقام سے باہر بھی محسوس کراتی تھی۔

نوبت خانہ اور شاہی معماری:

مغلیہ عمارتوں میں دروازے محض آمد و رفت کے راستے نہیں تھے۔ وہ شاہی مرکز کی حدود متعین کرتے تھے۔ نوبت خانہ عموماً اسی عبوری مقام سے وابستہ تھا جہاں بیرونی دنیا شاہی احاطے میں داخل ہوتی تھی۔

آگرہ کے مغلیہ شہری نظام کے ایک مطالعاتی ماخذ میں نوبت خانہ کو نقارہ خانہ کہا گیا ہے اور اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہاں ڈھول بجا کر رعایا کو اکبر کی دیوانِ عام میں آمد کی اطلاع دی جاتی تھی۔

لال قلعے کے نوبت خانے کے بارے میں ہندوستانی قومی ثقافتی ورثہ سے متعلق دستاویز میں بھی نوبت یا نقارہ خانے کو شاہی محل کے داخلی حصے میں واقع بتایا گیا ہے اور مخصوص اوقات میں نقارے بجانے کا ذکر موجود ہے۔

یہ شواہد اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ نوبت خانہ عمارت، دربار اور آواز کے درمیان ایک رابطے کا مقام تھا۔

نوبت اور شاہی موجودگی:

اقتدار اپنی موجودگی کو مختلف طریقوں سے ظاہر کرتا ہے۔ کبھی یہ تخت کے ذریعے سامنے آتا ہے، کبھی شاہی فرمان کے ذریعے، کبھی جلوس کے ذریعے اور کبھی درباری رسم کے ذریعے۔ نوبت اسی سلسلے میں آواز کے ذریعے اقتدار کی موجودگی کو ظاہر کرتی تھی۔

اس کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ آواز کو دیکھنے کے لیے آنکھ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ شاہی دربار کا منظر ان افراد تک محدود ہو سکتا تھا جو دربار کے اندر موجود تھے، لیکن نوبت کی آواز اس مرکز سے باہر بھی پہنچ سکتی تھی۔ اس اعتبار سے نوبت نے شاہی موجودگی کو ایک سماعتی تجربے میں تبدیل کیا۔

یہاں "سماعتی تجربہ" ایک تنقیدی اصطلاح ہے، نہ کہ مغلیہ ماخذ کی اصطلاح۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اقتدار کو محض دیکھنے کے بجائے سننے کے ذریعے بھی محسوس کیا جاتا تھا۔

International Journal of Indian Languages and Literature
A Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN : 3108-2254 IMPACT FACTOR : 4.25
Vol. 1, Issue 4 www.ijill.in July - Sept 2026

نوبت اور درباری نظم:

نوبت کے ساتھ درباری نظم کا تعلق اس وقت مزید واضح ہوتا ہے جب آئینِ اکبری کی شہادت کو سامنے رکھا جائے۔ نقارہ بجنے کے بعد شاہی خاندان، امراء اور دوسرے اہلِ دربار اپنے مقررہ مقامات پر حاضر ہوتے تھے۔

اس ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ دربار میں ہر فرد کی حیثیت اور جگہ پہلے سے متعین تھی۔ نوبت اس منظم عمل کے آغاز کی اطلاع دیتی تھی۔

اس لیے نوبت کی آواز کو درباری نظم کی ایک علامتی ابتدا بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ آواز آتی ہے، دربار متحرک ہوتا ہے اور افراد اپنے اپنے مقررہ مقامات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

یہاں موسیقی اور انتظامی نظم ایک دوسرے سے الگ نہیں رہتے بلکہ ایک ہی درباری نظام کے دو پہلو بن جاتے ہیں۔

نوبت، وقت اور شاہی معمول:

نوبت کا تعلق صرف شاہی مقام سے نہیں بلکہ وقت سے بھی تھا۔ لال قلعے کے نوبت خانے سے متعلق تاریخی دستاویز میں مخصوص اوقات میں نقارے بجائے جانے کا ذکر موجود ہے۔

اس سے یہ امکان سامنے آتا ہے کہ نوبت نے شاہی زندگی کے زمانی نظم میں بھی حصہ لیا۔ شاہی مرکز کی سرگرمیاں صرف مقامات سے نہیں بلکہ اوقات سے بھی متعین ہوتی تھیں۔

چنانچہ نوبت کی آواز ایک طرف شاہی موجودگی کا اعلان کرتی تھی اور دوسری طرف وقت کے مخصوص مرحلے کی نشاندہی بھی کر سکتی تھی۔

یہی وجہ ہے کہ نوبت کو صرف "موسیقی" کے عنوان سے پڑھنے کے بجائے اسے درباری وقت کے صوتی اظہار کے طور پر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

فارسی ادب میں نوبت کا معنوی سفر:

نوبت کی تاریخی معنویت کا سب سے دلچسپ پہلو یہ ہے کہ یہ لفظ اپنے درباری پس منظر سے آگے بڑھ کر فارسی شاعری میں نئے معنی اختیار کرتا ہے۔

مولانا روم کی دیوانِ شمس کی غزل نمبر ۴۶۴ میں نوبت کے لفظ کا استعمال یوں ہوا ہے:

نوبتِ وصل و لقاست، نوبتِ حشر و بقاست

نوبتِ لطف و عطاست، بحرِ صفا در صفاست

یہاں نوبت کا مفہوم شاہی نقارے کی آواز نہیں بلکہ ایک ایسے مرحلے یا باری کا ہے جو وصال، حشر، بقا، لطف اور عطا سے وابستہ ہے۔

اس شعر میں نوبت کا لفظ اپنے بنیادی مفہوم "باری" کو برقرار رکھتے ہوئے روحانی معنی اختیار کرتا ہے۔ یعنی ایک خاص مرحلہ آ پہنچا ہے؛ ایک نئی کیفیت کے ظہور کا وقت ہے۔

International Journal of Indian Languages and Literature
A Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN : 3108-2254 IMPACT FACTOR : 4.25
Vol. 1, Issue 4 www.ijill.in July - Sept 2026

یہاں نوبت کے تاریخی مفہوم سے ادبی مفہوم کی طرف ایک اہم معنوی سفر دکھائی دیتا ہے۔

سیف فرغانی کے یہاں نوبت اور اقتدار:

سیف فرغانی کے یہاں نوبت کا مفہوم اس سے مختلف اور زیادہ واضح طور پر سیاسی و تاریخی نوعیت اختیار کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں :

این نوبت از کسان به شما ناکسان رسید

نوبت ز ناکسان شما نیز بگذرد

یہاں "نوبت" صاف طور پر "باری" اور "اقتدار کے مرحلے" کے مفہوم میں استعمال ہوئی ہے۔ شاعر موجودہ اقتدار کو مستقل نہیں سمجھتا بلکہ اسے تاریخ کی گردش میں آنے والی ایک عارضی باری قرار دیتا ہے۔

اسی نظم میں وہ کہتے ہیں:

زین کاروانسرای بسی کاروان گذشت

ناچار کاروان شما نیز بگذرد

کاروان سرائے اور کارواں کا استعارہ بھی اسی تاریخی تصور کو آگے بڑھاتا ہے کہ اقتدار، دولت اور عہد سب عارضی ہیں۔

سیف فرغانی کے یہاں نوبت کی معنویت خاص طور پر اس لیے اہم ہے کہ یہ لفظ ایک تاریخی درباری اصطلاح سے نکل کر اقتدار کے فلسفے کی علامت بن جاتا ہے۔

نوبت: اقتدار کی باری:

سیف فرغانی کے شعر کو سامنے رکھتے ہوئے نوبت کے مفہوم کو "اقتدار کی باری" کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ اقتدار کسی ایک فرد، خاندان یا گروہ کے پاس ہمیشہ نہیں رہتا۔ تاریخ میں اقتدار کی گردش جاری رہتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ "نوبت" کا لفظ ایک گہرا تاریخی مفہوم پیدا کرتا ہے۔

جس طرح نقارہ ایک مخصوص وقت پر بجتا ہے اور پھر خاموش ہو جاتا ہے، اسی طرح اقتدار بھی ایک وقت میں نمایاں ہوتا ہے اور پھر تاریخ کے کسی دوسرے مرحلے میں پس منظر میں چلا جاتا ہے۔

یہ مماثلت براہِ راست تاریخی دعویٰ نہیں بلکہ شعری اور تنقیدی تعبیر کا نتیجہ ہے؛ تاہم سیف فرغانی کا متن اس تعبیر کے لیے مضبوط ادبی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

نوبت اور لسانی حافظہ:

تاریخی رسمیں ختم ہو سکتی ہیں لیکن ان سے وابستہ الفاظ زبان میں باقی رہ سکتے ہیں۔ "نوبت" اس کی ایک اہم مثال ہے۔

اردو میں "نوبت پانا" جیسے استعمالات اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ نوبت کا تاریخی تعلق اعزاز اور درباری مرتبے سے بھی رہا ہے۔ اس طرح ایک قدیم درباری رسم کا مفہوم محاوراتی زبان میں محفوظ ہو گیا۔

International Journal of Indian Languages and Literature
A Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN : 3108-2254 IMPACT FACTOR : 4.25
Vol. 1, Issue 4 www.ijill.in July - Sept 2026

یہی لسانی بقا تہذیبی حافظے کی ایک صورت ہے۔ موجودہ زبان بولنے والا شخص ممکن ہے کہ تاریخی نوبت کی عملی صورت سے واقف نہ ہو، لیکن لفظ اپنے اندر ایک تاریخی تجربے کی یاد محفوظ رکھتا ہے۔

اس لحاظ سے نوبت کا مطالعہ صرف تاریخ یا ادب کا مطالعہ نہیں بلکہ زبان میں محفوظ تہذیبی حافظے کا مطالعہ بھی ہے۔

نوبت اور موسیقی:

نوبت کا موسیقیاتی پہلو اپنی جگہ اہم ہے، لیکن اس کی تاریخی حیثیت موسیقی سے کہیں وسیع ہے۔

شاہی دربار میں موسیقی اکثر اقتدار کے رسمی ماحول کا حصہ ہوتی تھی۔ نوبت بھی اسی رسمی نظام میں شامل تھی، لیکن اس کا امتیاز یہ تھا کہ وہ محض تفریحی موسیقی نہیں تھی۔ اس کی آواز مخصوص شاہی مواقع سے وابستہ تھی۔ اکبر کے دربار کے سلسلے میں ابوالفضل کی شہادت میں نقارے کے ساتھ حمد و ثنا کی آواز اور اس کے بعد مختلف طبقات کی دربار میں حاضری کا ذکر اس امر کو واضح کرتا ہے کہ نوبت ایک رسمی اور درباری عمل کا حصہ تھی۔ لہٰذا نوبت کو "درباری موسیقی" کہنا درست ہے، لیکن اس کے مکمل مفہوم کے لیے اسے درباری موسیقی، رسم اور اقتدار کے مشترک تناظر میں دیکھنا ضروری ہے۔

نوبت کی علامتی معنویت:

نوبت کے تاریخی اور ادبی مطالعے سے اس کی تین بنیادی سطحیں سامنے آتی ہیں۔

پہلی سطح: صوتی نوبت

یہ وہ نوبت ہے جو نقاروں اور دوسرے سازوں کے ذریعے بجائی جاتی تھی اور جس کا تعلق شاہی دربار، قلعے، دروازے اور مخصوص اوقات سے تھا۔

دوسری سطح: شاہی نوبت

یہ وہ نوبت ہے جو بادشاہ کی موجودگی، درباری نظم اور شاہی مرتبے کو ظاہر کرتی تھی۔

تیسری سطح: ادبی نوبت

یہ وہ سطح ہے جہاں نوبت اپنے تاریخی مفہوم سے آگے بڑھ کر باری، مرحلہ، عروج، زوال اور گردشِ زمانہ کی علامت بن جاتی ہے۔

مولانا روم اور سیف فرغانی کے اشعار ان مختلف معنوی امکانات کو نمایاں کرتے ہیں۔

نوبت اور تہذیبی حافظہ:

تہذیبی حافظہ صرف عمارتوں، کتابوں اور دستاویزات میں محفوظ نہیں رہتا۔ الفاظ، محاورات، رسوم اور علامتیں بھی ماضی کے تجربات کو محفوظ رکھتی ہیں۔

نوبت اس اعتبار سے ایک اہم تہذیبی علامت ہے۔ اس کے تاریخی وجود کا تعلق شاہی دربار سے تھا، لیکن اس کا لفظ فارسی اور اردو میں باقی رہا۔

International Journal of Indian Languages and Literature
A Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN : 3108-2254 IMPACT FACTOR : 4.25
Vol. 1, Issue 4 www.ijill.in July - Sept 2026

مولانا روم کے یہاں یہ روحانی معنی پیدا کرتا ہے؛ سیف فرغانی کے یہاں اقتدار کی باری اور اس کی ناپائیداری کا مفہوم اختیار کرتا ہے؛ جبکہ اردو کے محاوراتی استعمال میں اس کے تاریخی اور سماجی مفاہیم باقی رہتے ہیں۔ یوں نوبت ایک ایسی اصطلاح بن جاتی ہے جس میں تاریخ، ادب اور زبان ایک دوسرے سے جڑ جاتے ہیں۔

مغلیہ عہد کے مطالعے میں نوبت کی اہمیت:

مغلیہ تاریخ کو سمجھنے کے لیے صرف بادشاہوں کی سیاسی سرگرمیوں یا انتظامی اداروں کا مطالعہ کافی نہیں۔ درباری زندگی کے ان مظاہر کا مطالعہ بھی ضروری ہے جن کے ذریعے سلطنت روزمرہ زندگی میں محسوس ہوتی تھی۔ نوبت اسی نوعیت کا ایک مظہر ہے۔

اس کے ذریعے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ شاہی مرکز کس طرح اپنے آپ کو عوام اور درباری طبقے کے سامنے ظاہر کرتا تھا۔ نقارے کی آواز ایک طرف دربار کی اطلاع دیتی تھی، دوسری طرف شاہی مرکز کی موجودگی کا احساس پیدا کرتی تھی۔ اس طرح نوبت مغلیہ اقتدار کے اس پہلو کو سامنے لاتی ہے جسے سماعتی تاریخ کے زاویے سے سمجھا جا سکتا ہے۔

اس مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ نوبت کی معنویت کو ایک ہی سطح پر محدود نہیں کیا جا سکتا۔ تاریخی سطح پر یہ ایک درباری موسیقیاتی اور رسمی عمل ہے؛ معماری سطح پر یہ نوبت خانہ یا نقارہ خانہ سے وابستہ ہے؛ سیاسی سطح پر یہ شاہی موجودگی اور درباری نظم کے اظہار کا وسیلہ ہے؛ جبکہ ادبی سطح پر یہی لفظ باری، اقتدار، عروج، زوال اور گردشِ زمانہ کے مفاہیم پیدا کرتا ہے۔

اس معنوی تسلسل کو سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ نوبت کو صرف "نقارہ بجانے" کے عمل کے طور پر نہ دیکھا جائے۔ اصل اہمیت اس بات میں ہے کہ اس آواز کا تعلق کس ادارے، کس مقام، کس وقت اور کس سماجی نظام سے تھا۔

اکبر کے دربار کی ابوالفضل کی بیان کردہ تصویر اس سلسلے میں بنیادی شہادت فراہم کرتی ہے۔

دوسری طرف سیف فرغانی کے شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ "نوبت" کا لفظ جب ادبی سطح پر آتا ہے تو اس میں "باری" کا بنیادی مفہوم نمایاں ہو جاتا ہے اور یہی مفہوم اقتدار کی عارضیت کے اظہار کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں تاریخی اصطلاح ادبی استعارے میں تبدیل ہوتی ہے۔

نتیجہ:

مغلیہ ہندوستان میں نوبت کو صرف موسیقی کی ایک درباری روایت قرار دینا اس کی تاریخی اور تہذیبی معنویت کو محدود کر دیتا ہے۔ دستیاب تاریخی شواہد سے واضح ہوتا ہے کہ نوبت شاہی دربار کی اطلاع، شاہی موجودگی اور درباری نظم سے وابستہ تھی۔ ابوالفضل کی آئینِ اکبری میں اکبر کے دربار کے موقع پر بڑے نقارے کے بجنے اور اس کے ذریعے مختلف طبقات کو دربار کی اطلاع ملنے کا بیان اس کی بنیادی تاریخی شہادت ہے۔

International Journal of Indian Languages and Literature
A Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN : 3108-2254 IMPACT FACTOR : 4.25
Vol. 1, Issue 4 www.ijill.in July - Sept 2026

مغلیہ معماری میں نوبت خانہ یا نقارہ خانہ اس صوتی روایت کے لیے مخصوص مقام کے طور پر سامنے آتا ہے۔ آگرہ اور دہلی کے شواہد اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ نوبت خانہ شاہی راستوں، دروازوں اور دربار کے ساتھ مربوط تھا۔

فارسی شاعری میں نوبت کا سفر اس کی معنوی وسعت کو نمایاں کرتا ہے۔ مولانا روم کے ہاں "نوبت" روحانی وصال، حشر اور بقا کے ایک نئے مرحلے کی علامت بن جاتی ہے۔ سیف فرغانی کے یہاں یہی لفظ اقتدار کی عارضی باری کا استعارہ بن کر سامنے آتا ہے:

این نوبت از کسان به شما ناکسان رسید
نوبت ز ناکسان شما نیز بگذرد

یہاں نوبت کے مفہوم میں اقتدار کی گردش اور تاریخ کی ناپائیداری دونوں شامل ہو جاتے ہیں۔

اس پورے مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ نوبت کی معنویت کو تین باہم مربوط سطحوں پر سمجھا جا سکتا ہے: صوتی، شاہی اور ادبی۔ صوتی سطح پر نوبت ایک مخصوص درباری آواز ہے؛ شاہی سطح پر یہ اقتدار اور موجودگی کی علامت ہے؛ اور ادبی سطح پر یہ باری، اقتدار، عروج و زوال اور وقت کی گردش کا استعارہ بن جاتی ہے۔

نوبت کی یہی معنوی کثرت اسے مغلیہ تہذیب کے مطالعے میں اہم بناتی ہے۔ ایک تاریخی آواز جب خاموش ہو جاتی ہے تو اس کی جگہ اس کا لفظ لے لیتا ہے، اور وہ لفظ ادب اور زبان کے ذریعے آنے والی نسلوں تک ماضی کی بازگشت پہنچاتا رہتا ہے۔

شاہی نوبت کی تاریخ دراصل ایک ایسی آواز کی تاریخ ہے جو اپنے عہد میں اقتدار کی موجودگی کا اعلان کرتی تھی، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ خود تاریخ کی ایک بازگشت بن گئی۔ دربار میں بجنے والا نقارہ اپنی عملی زندگی میں ایک رسمی آواز تھا؛ فارسی شاعری میں پہنچ کر وہ باری، اقتدار اور روحانی مرحلے کی علامت بنا؛ اور زبان میں باقی رہ کر اس نے ایک گزرے ہوئے تہذیبی نظام کی یاد کو محفوظ رکھا۔

اسی معنوی سفر میں نوبت کی اصل ادبی اور تہذیبی اہمیت پوشیدہ ہے۔

حواشی و حوالہ جات:

۱۔ ابوالفضل علامی، آئینِ اکبری، جلد اوّل، ترجمہ ایچ۔ بلوچ مین اور ایچ۔ ایس۔ جیریٹ۔ اکبر کے دربار سے متعلق عبارت میں بڑے نقارے کے بجنے اور مختلف طبقات کو دربار کی اطلاع ملنے کا ذکر ہے۔ دستیاب ۱۹۳۹ء کے اسکین میں یہ عبارت صفحہ ۱۶۶ پر ہے۔

۲۔ مغلیہ شہری ساخت کے ایک مطالعاتی جائزے میں آگرہ کے نوبت خانے کو نقارہ خانہ قرار دیتے ہوئے اسے شاہی دربار اور اکبر کی دیوانِ عام میں آمد کی اطلاع سے متعلق بتایا گیا ہے۔

International Journal of Indian Languages and Literature
A Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN : 3108-2254 IMPACT FACTOR : 4.25
Vol. 1, Issue 4 www.ijill.in July - Sept 2026

۳۔ انڈین نیشنل ٹرسٹ فار آرٹ اینڈ کلچرل ہیریٹیج سے متعلق دستاویز میں دہلی کے لال قلعے کے نوبت یا نقارہ خانے کو شاہی محل کے داخلی حصے میں واقع بتایا گیا ہے اور مخصوص اوقات میں نقارے بجانے کا ذکر کیا گیا ہے۔

۴۔ مولانا جلال الدین محمد رومی، دیوانِ شمس، غزل نمبر ۴۶۴۔ متعلقہ شعر: "نوبت وصل و لقاست، نوبت حشر و بقاست / نوبت لطف و عطاست، بحر صفا در صفاست۔"

۵۔ سیف فرغانی، دیوانِ سیف فرغانی، قصائد و قطعات، نمبر ۲۳۔ متعلقہ شعر: "این نوبت از کسان به شما ناکسان رسید / نوبت ز ناکسان شما نیز بگذرد۔"

۶۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن، اعلیٰ تعلیمی اداروں میں علمی دیانت داری کے فروغ اور ادبی سرقے کی روک تھام کے ضوابط، ۲۰۱۸ء۔ ان ضوابط میں تحقیقی کام میں علمی دیانت، originality اور مناسب attribution کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔

کتابیات:

بنیادی ماخذ

ابوالفضل علامی۔ آئینِ اکبری۔ جلد اوّل۔ ترجمہ ایچ۔ بلوچ مین اور ایچ۔ ایس۔ جیریٹ۔ کلکتہ: ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال۔

جلال الدین محمدرومی، ۔ دیوانِ شمس۔ غزلیات، غزل نمبر ۴۶۴۔

سیف فرغانی۔ دیوانِ سیف فرغانی۔ قصائد و قطعات، نمبر ۲۳۔